امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابیں!

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف تین کتابیں اور دو رسالے منسوب ہیں، وہ یہ ہیں :

1 الفقه الأكبر 2 العالم والمتعلّم 3 الوصيّة

4 رسالة إلى عثمان البتّي 5 كتاب الحيل

ان میں سے کتاب الحیل کے علاوہ کوئی بھی کتاب امام صاحب سے ثابت نہیں بلکہ محض جھوٹی نسبت کی بنا پر مشہور ہیں۔ان کا تفصیل جائزہ پیش خدمت ہے :

① الفقه الأكبر : (ا) اس کی ایک سند یہ ہے :

محمّد بن مقاتل الرازي، عن عصام بن يوسف، عن حمّاد بن أبي حنيفة، عن أبي حنيفة .

کسی کتاب کی نسبت صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصنف تک باسند صحیح ثابت ہو، اب ہم اس کتاب کی سند کا علمی اور تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اس کے راویوں کے حالات بالترتیب ملاحظہ فرمائیں :

① محمد بن مقاتل رازی کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ (المغني في الضعفاء : 635/2)اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقريب التهذيب : 6319)نے ''ضعیف'' کہا ہے۔اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں، نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَهُوَ مِنَ الضُّعَفَاءِ الْمَتْرُوكِينَ . ''یہ راوی متروک درجے کے ضعیف

راویوں میں سے ہے۔'' (تاریخ الإسلام : 1247/5)

② عصام بن یوسف بلخی راوی کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ رَوٰی عِصَامٌ هٰذَا عَنِ الثَّوْرِيِّ وَعَنْ غَيْرِهٖ أَحَادِيثَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا .

''اس عصام نے امام سفیان ثوری اور دیگر اساتذہ سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی کسی نے متابعت نہیں کی۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 371/5، وفي نسخة : 2008/5)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں : وَكَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ، ثَبْتًا فِي الرِّوَايَةِ، رُبَّمَا أَخْطَأَ . ''یہ محدث تھا اور روایت میں قابل اعتماد تھا، کبھی کبھار غلطی کر لیتا تھا۔'' (الثقات : 521/8)

امام خلیلی فرماتے ہیں : وَهُوَ صَدُوقٌ . ''یہ سچا راوی ہے۔''

(الإرشاد : 937/3)

تنبیہ : حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابن سعد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں :

كَانَ عِنْدَهُمْ ضَعِيفًا فِي الْحَدِيثِ . ''یہ راوی محدثین کرام کے ہاں حدیث کے معاملے میں کمزور تھا۔'' (لسان الميزان لابن حجر : 168/4)

لیکن یہ حوالہ طبقات ابن سعد سے نہیں مل سکا۔

③ حماد بن ابی حنیفہ ''ضعیف'' راوی ہے۔ اس کے بارے میں توثیق کا ادنیٰ کلمہ بھی ثابت نہیں۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں :

لَا أَعْلَمُ لَهٗ رِوَايَةً مُسْتَوِيَةً فَأَذْكُرَهَا . ''میں اس کی ایک بھی درست روایت نہیں جانتا جسے ذکر کر سکوں۔'' (الكامل : 253/2، وفي نسخة : 669/2)

نیز فرماتے ہیں : وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ لَيْسَ لَهٗ مِنَ

الرِّوَايَاتِ شَيْءٌ، لَيْسَ هُوَ، وَلَا أَبُوهُ حَمَّادٌ، وَلَا جَدُّهُ أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَهْلِ الرِّوَايَاتِ، وَثَلَاثَتُهُمْ قَدْ ذَكَرْتُهُمْ فِي كِتَابِي هٰذَا فِي جُمْلَةِ الضُّعَفَاءِ .

''اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ اسماعیل بن حماد، اس کے والد حماد اور اس کے دادا ابوحنیفہ، تینوں ہی احادیث کے قابل (محدث) نہیں تھے۔ (یہی وجہ ہے کہ) میں نے ان تینوں کو اپنی کتاب میں ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال :314/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضَعَّفَهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ .

''اسے امام ابن عدی وغیرہ نے حافظے کی کمزوری کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے۔''

(ميزان الاعتدال :590/1)

یہ تو تھا کتاب کی سند کا حال۔ علمی دنیا میں دل کیسے مطمئن ہوسکتا ہے کہ یہ تصنیف امام ابوحنیفہ کی ہے؟ یہ جھوٹی نسبت ہے، اسی لیے محدثین اور علمائے حق نے اس کی طرف التفات تک نہیں کیا۔

پھر یہ پانچ چھ صفحات پر مشتمل رسالہ گمراہی وضلالت سے لبریز ہے۔ اس میں گمراہ کن اشعری عقیدہ درج ہے۔ ملاعلی قاری حنفی معتزلی نے اس کی شرح میں معتزلی عقیدہ کا اضافہ کر کے رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔ اس میں اہل سنت والجماعت، اہل حق کے عقائد کے موافق کوئی بات نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ جہالت وضلالت اور کذب و زُور کا پلندہ ہے۔

② (ب) اس کی دوسری سند یہ ہے:

الحسين بن علي الكاشغري، عن أبي مالك نصران بن نصر الختلي، عن أبي الحسن علي بن أحمد الفارسي، عن نصر بن يحيٰى،

عن أبي مطيع . (مقدمة كتاب العالم والتعلّم للكوثري)

اس کے راویوں کا مختصر حال بھی ملاحظہ ہو:

① حسین بن علی کاشغری سخت جھوٹا راوی ہے۔ یہ خود احادیث گھڑ لیتا تھا۔

❁ اس کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ . ''اس پر جھوٹ کا الزام ہے۔''(میزان الاعتدال :544/1)

❁ حافظ سمعانی فرماتے ہیں: يَضَعُ الْحَدِيثَ .

''یہ خود حدیث گھڑ لیتا ہے۔''(لسان المیزان لابن حجر :305/2)

❁ ابن نجار کہتے ہیں: كَانَ شَيْخًا صَالِحًا مُتَدَيِّنًا، إِلَّا أَنَّهٗ كَتَبَ الْغَرَائِبَ، وَقَدْ ضَعَّفُوهُ وَاتَّهَمُوهُ بِالْوَضْعِ .

''یہ نیک اور دیندار شیخ تھا لیکن اس نے منکر روایات لکھیں۔ محدثین کرام نے اسے ضعیف قرار دیا اور اس کو حدیثیں گھڑنے کے ساتھ متہم کیا۔''(لسان المیزان : 305/3)

② نصران بن نصر ختلی راوی ''مجہول'' ہے۔ اس کی توثیق تو درکنار اس کا ذکر تک کہیں سے نہیں ملتا۔

③ علی بن احمد فارسی راوی بھی ''مجہول'' ہے۔ کتبِ رجال میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا۔

④ نصر بن یحییٰ بلخی راوی بھی نامعلوم ہے۔ اس کا بھی رجال کی کتب میں نام و نشان نہیں۔

⑤ ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی راوی سخت ترین مجروح اور ''ضعیف'' ہے۔

① امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ رَأْيٍ ضَعِيفٌ .

''اہل رائے اور ضعیف راوی ہے۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي : ٢/٢١٤)

② امام نسائی رحمہ اللہ اسے ''ضعیف'' قرار دیتے ہیں۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي : ٢/٢١٤)

③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ .

''اس سے روایات لینا جائز نہیں۔''

(كتاب العِلَل ومعرفة الرّجال : ٥٣٣١)

④ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ . ''یہ فن حدیث میں کچھ بھی نہیں۔''

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري : ٤٧٦٠)

⑤ حافظ ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُرْجِئًا وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَهُمْ فِي الْحَدِيْثِ .

''یہ مرجی تھا اور محدثین کے ہاں حدیث میں ضعیف تھا۔''

(الطبقات الكبرىٰ : ٦/١٩٨)

⑥ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : ١٦٢)

⑦ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُطِيْعٍ بَيِّنُ الضُّعْفِ فِي أَحَادِيثِهٖ وَعَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ لَا يُتَابَعُ

عَلَيْهِ .

''ابومطیع کی احادیث میں واضح ضعف ہے۔ اس کی اکثر روایات کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : ٢/٢١٤)

⑧ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُرْجِئَةِ مِمَّنْ يُبْغِضُ السُّنَنَ وَمُنْتَحِلِيْهَا .

''یہ مرجیہ کے ان سرداروں میں تھا، جو احادیث اور اہل حدیث سے بغض رکھتے تھے۔''

(كتاب المَجروحين : ١/٢٥٠)

⑨ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبِي عَنْ أَبِي مُطِيْعِ الْبَلْخِيِّ فَقَالَ : كَانَ قَاضِيَّ بَلْخٍ وَكَانَ مُرْجِئًا ضِعِيْفَ الْحَدِيْثِ، وَانْتَهٰى فِي كِتَابِ الزَّكَاةِ إِلٰى حَدِيْثٍ لَّهٗ، فَامْتَنَعَ مِنْ قِرَاءَ تِهٖ .

''میں نے اپنے والد محترم (امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ) سے ابومطیع بلخی کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ بلخ کا قاضی تھا، مرجی تھا، حدیث میں ضعیف تھا۔ وہ (امام ابوحاتم رحمہ اللہ) کتاب الزکاۃ میں اس کی حدیث پر پہنچے، تو پڑھنے سے رُک گئے اور فرمایا: میں اس سے حدیث بیان نہیں کروں گا۔''

(الجرح والتّعديل : ٣/١٢٢)

⑩ امام عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُطِيْعِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ .

''ابو مطیع حکم بن عبداللہ حدیث میں ضعیف ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ٢٢٥/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ حافظ خلیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ مُرْجِئِيًّا، وَهُوَ صَالِحٌ فِي الْحَدِيثِ، إِلَّا أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ أَمْسَكُوا عَنْ رِوَايَةِ حَدِيثِهِ .

''یہ مرجی تھا اور صالح الحدیث تھا، لیکن اہل سنت اس کی حدیث کو روایت کرنے سے رُک گئے ہیں۔''

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث : ٢٧٦/١)

⑫ حافظ سیوطی رحمہ اللہ امام حاکم رحمہ اللہ سے ایک روایت کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِيهِ مُظْلِمَاتٌ وَالْحَدِيْثُ بَاطِلٌ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهٗ، أَبُو مُطِيعٍ .

''اس کی سند اندھیروں والی ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اور یہ ابو مطیع کی گھڑنت ہے۔''

(اللآلي المصنوعة : ٣٨/١(

⑬ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ ابو مطیع وغیرہ کی ایک سند کے متعلق کہتے ہیں:

هٰذَا الْإِسْنَادُ لَا يُسَاوِي شَيْئًا .

''یہ سند کسی کام کی نہیں۔''

(نصب الرّاية للزيلعي : ۳۸۵/۲)

⑭ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ مَتْرُوْكٌ . ''یہ متروک راوی ہے۔''

(مَجمع الزوائد : ۲۷۵/۸)

⑮ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تَرَكُوهُ . ''محدثین نے اسے چھوڑ دیا تھا۔''

(المُغني في الضّعفاء : ۲۸۰/۱)

نیز فرماتے ہیں:

وَاهٍ فِي ضَبْطِ الْأَثَرِ .

''حدیث کے ضبط میں نہایت کمزور تھا۔''

(میزان الاعتدال : ۵۷٤/۱)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ابومطیع کو یوں ''وضاع'' (حدیثیں گھڑنے والا) قرار دیتے ہیں:

فَهٰذَا وَضَعَهٗ أَبُوْ مُطِيعٍ عَلٰى حَمَّادٍ .

''اس حدیث کو ابومطیع نے حماد سے منسوب کر کے گھڑا ہے۔''

(میزان الاعتدال : ۵۷٤/۱)

تنبیہ بلیغ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُعَظِّمُهٗ وَيُجِلُّهٗ لِدِيْنِهٖ وَعِلْمِهٖ .

''ابن مبارک رحمہ اللہ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے دین اور علم کی وجہ

سے اس کی توقیر کرتے تھے۔''

(میزان الاعتدال: ١/٥٧٤)

یہ حوالہ بے ثبوت و بے سند ہے۔

قارئین کرام! ابو مطیع بلخی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب تصنیف ''الفقہ الاکبر'' کا راوی ہے، جس کا حال آپ نے اچھی طرح معلوم کر لیا ہے۔ ائمہ محدثین نے کس طرح اس پر جرح کی ہے، ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایات وتصانیف کا کوئی اعتبار نہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ نِسْبَتُهٗ إِلَيْهِ.

''فقہ اکبر کی نسبت امام ابوحنیفہ سے ثابت نہیں۔''

(بوادر النوادر، ص 758)

مولانا شبلی نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

''میرا خیال ہے کہ ابو مطیع بلخی نے ایک رسالہ میں بطور خود عقائد کے مسائل قلمبند کیے تھے، رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کی طرف منسوب ہو گیا۔''

(سیرۃ النعمان، ص 130)

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''فقہ اکبر کی نسبت امام صاحب کی طرف متواتر یا سند صحیح سے ثابت نہیں، اس لیے اس کی یہ عبارت حجت نہیں۔''

(امداد الأحکام، جلد1، ص 341)

محمد حسین نیلوی صاحب بھی یہی بات کہتے ہیں۔

(ندائے حق، ص 427، 594)

ثابت ہوا کہ فقہ اکبر جھوٹی کتاب ہے جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

لہٰذا جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی حیاتی صاحب کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ:

''بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اپنی کوئی تصنیف نہیں اور خصوصاً الفقه الأكبر ان کی نہیں، لیکن یہ ان حضرات کا نرا وہم ہے۔''

(مقام أبي حنيفه از صفدر، ص: 108)

معلوم ہوا کہ فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دینا صفدر صاحب کا ''نِرا وہم'' ہے۔

② العالم والمتعلّم: اس کتاب کی بھی نسبت امام ابوحنیفہ کی طرف بالکل غلط ہے۔ اس کی سند یہ ہے:

أبو محمّد الحارثيّ البخاريّ، عن محمّد بن يزيد، عن الحسن بن صالح، عن أبي مقاتل، عن أبي حنيفة . (مقدمة كتاب العالم والمتعلّم للكوثري)

اس سند کے راویوں کے مختصر حالات یہ ہیں:

① ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی بخاری سخت مجروح راوی ہے۔

❀ امام ابوزرعہ احمد بن حسین رازی رحمہ اللہ (م:357ھ) فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ . ''یہ ضعیف راوی تھا۔''

(سوالات السهمي للدارقطني، ص: 228، ت: 318، تاريخ بغداد للخطيب: 127/10)

❀ علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الرُّوَّاسُ : يُتَّهَمُ بِوَضْعِ الْحَدِيثِ . ''ابوسعید رواس کا کہنا ہے کہ یہ متہم بالکذب راوی تھا۔''

(ميزان الاعتدال للذهبي: 496/4)

❀ احمد سلیمانی کہتے ہیں: كَانَ يَضَعُ هٰذَا الْإِسْنَادَ عَلٰى هٰذَا الْمَتْنِ، وَهٰذَا الْمَتْنَ عَلٰى هٰذَا الْإِسْنَادِ . ''یہ شخص ایک سند کو دوسرے متن

کے ساتھ اور ایک متن کو دوسری سند کے ساتھ لگا دیتا تھا۔‘‘(میزان الاعتدال : 496/4)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : وَهٰذَا ضَرْبٌ مِّنَ الْوَضْعِ .
’’ایسا کرنا حدیث گھڑنے کی ایک قسم ہے۔‘‘(میزان الاعتدال : 496/4)

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں : هُوَ صَاحِبُ عَجَائِبَ وَأَفْرَادَ عَنِ الثِّقَاتِ . ’’یہ ثقہ راویوں سے عجیب وغریب روایات بیان کرنے والا شخص تھا۔‘‘
(میزان الاعتدال : 496/4)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : صَاحِبُ عَجَائِبَ وَمَنَاكِيرَ وَغَرَائِبَ . ’’یہ شخص عجیب وغریب اور منکر روایات بیان کرنے والا تھا۔‘‘
(تاریخ بغداد للخطیب : 127/10)

نیز فرماتے ہیں: وَلَيْسَ بِمَوْضِعِ الْحُجَّةِ . ’’یہ حجت پکڑنے کے قابل نہیں۔‘‘(تاریخ بغداد للخطیب : 127/10)

❁ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : يُعْرَفُ بِالْأُسْتَاذِ، لَهٗ مَعْرِفَةٌ بِهٰذَا الشَّأْنِ، هُوَ لَيِّنٌ، ضَعَّفُوهُ، يَأْتِي بِأَحَادِيثَ يُخَالَفُ فِيهَا، حَدَّثَنَا عَنْهُ الْمَلَاحِمِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْبَصِيرِ بِعَجَائِبَ .

’’یہ راوی استاذ کے نام سے معروف ہے۔ یہ علم حدیث کی معرفت رکھتا تھا۔ لیکن کمزور تھا، محدثین کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن میں ثقہ راوی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ہمیں اس سے ملاحمی اور احمد بن محمد بن حسین بصیر نے منکر روایات بیان کی ہیں۔‘‘(الارشاد فی معرفة علماء الحدیث للخلیلی : 185/3)

یہ تو استاذ حارثی کا حال ہے جس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

② محمد بن یزید ’’مجہول‘‘ اور نامعلوم راوی ہے۔ کتبِ رجال میں اس کا ذکر

نہیں مل سکا۔

③ حفص بن اسلم سمرقندی ''کذاب'' اور ''وضّاع'' راوی ہے۔

❁ امام قتیبہ بن مسلم فرماتے ہیں: میں نے ابو مقاتل سے اس کی ایک حدیث کے بارے میں کہا: يَا أَبَا مُقَاتِلٍ ! هُوَ مَوْضُوعٌ ؟، قَالَ : بَابَا، هُوَ فِي كِتَابِي، وَتَقُولُ : هُوَ مَوْضُوعٌ ؟ قَالَ : قُلْتُ : نَعَمْ، وَضَعُوهُ فِي كِتَابِكَ .

''اے ابو مقاتل! کیا یہ من گھڑت ہے؟ اس نے کہا: بابا! یہ میری کتاب میں درج ہے اور تم کہتے ہو کہ کیا یہ موضوع ہے؟ میں نے کہا: ہاں، جھوٹے لوگوں نے اس حدیث کو تیری کتاب میں ڈال دیا ہے۔''(الكامل لابن عدي : 393,392/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ احمد سلیمانی کہتے ہیں: فِي عِدَادِ مَنْ يَّضَعُ الْحَدِيثَ .

''اس راوی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو خود احادیث گھڑ لیتے تھے۔''

(لسان الميزان لابن حجر : 323/2)

❁ امام جوزجانی کہتے ہیں: كَانَ يُنْشِئُ لِلْكَلَامِ الْحَسَنِ إِسْنَادًا .

''یہ راوی اچھی بات کو کوئی سند لگا کر حدیث بنا دیتا تھا۔''(أحوال الرجال : 345)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَيْسَ هُوَ مِمَّنْ يُّعْتَمَدُ عَلٰى رِوَايَاتِهٖ . ''یہ ان راویوں میں سے نہیں جن کی روایات پر اعتماد کیا جا سکے۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : 394/2)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَأْتِي بِالْأَشْيَاءِ الْمُنْكَرَةِ الَّتِي يُعْلَمُ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ أَنَّهٗ لَيْسَ لَهَا أَصْلٌ يُّرْجَعُ إِلَيْهِ .

''یہ ایسی منکر روایات بیان کرتا ہے کہ کتبِ حدیث کی طرف رجوع کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کوئی ایسی اصل نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے۔''(المجروحين : 256/1)

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حَدَّثَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَأَيُّوبَ السُّخْتِيَانِيِّ، وَمِسْعَرٍ، وَغَيْرِهِ بِأَحَادِيثَ مَوْضُوعَةٍ.

''اس نے عبید اللہ، امام ایوب سختیانی، مسعر وغیرہ کی طرف منسوب کر کے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں۔'' (المدخل إلى الصحيح للحاكم، ص: 131,130)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی ایک حدیث کو ''غیر قوی'' قرار دیا ہے۔

(شعب الإيمان للبيهقي: 187/6، ح: 7861)

❁ حافظ ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حَدَّثَ عَنْ أَيُّوبَ السُّخْتِيَانِيِّ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَمِسْعَرٍ بِالْمَنَاكِيرِ. ''اس نے امام ایوب سختیانی، عبیداللہ بن عمر اور مسعر کی طرف منسوب کر کے منکر روایات بیان کی ہیں۔''

(الضعفاء للأصبهاني: 52)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔(الكشف الحثيث: 718)

نیز فرماتے ہیں: أَحَدُ الْمَتْرُوكِينَ. ''یہ ایک متروک راوی ہے۔''

(المغني للذهبي: 809/2)

مزید فرماتے ہیں: وَهُوَ مُتَّهَمٌ، وَاهٍ. ''یہ متہم بالکذب اور کمزور راوی ہے۔''(تاريخ الإسلام للذهبي: 458/6)

❁ ابن طاہر مقدسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

''یہ متروک الحدیث راوی ہے۔''(معرفة التذكرة في الأحاديث الموضوعة: 214/1)

البتہ اس کے بارے میں حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَشْهُورٌ بِالصِّدْقِ وَالْعِلْمِ. ''یہ شخص صدق اور علم کے ساتھ مشہور ہے۔''(الإرشاد للخليلي: 975/3)

یہ حافظ خلیلی رحمہ اللہ کا تسامح ہے، انہیں اس کی شخصیت کے بارے میں علمائے کرام کی

جروح کا علم نہیں ہو سکا ہو گا۔محدثین کرام کے اتفاقی فیصلے کے خلاف ان کی یہ رائے قابل قبول نہیں ہوسکتی۔

ثابت ہوا کہ یہ کتاب بھی امام ابوحنیفہ کی طرف جھوٹی منسوب ہے۔یہ کتاب بھی ضلالت و گمراہی سے اٹی پڑی ہے۔اس میں بھی اہل سنت والجماعت کے اتفاقی عقائد کی واضح طور پر خلاف ورزی کی گئی ہے۔

دار العلوم دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں :

أَمَّا مَا نُسِبَ إِلَيْهِ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ فَالْمُحَدِّثُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ تَصْنِيفِهٖ، بَلْ مِنْ تَصْنِيفِ تِلْمِيذِهٖ أَبِي مَطِيعٍ الْبَلْخِيِّ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ الذَّهَبِيُّ، وَقَالَ : إِنَّهٗ جَهْمِيٌّ، أَقُولُ : لَيْسَ كَمَا قَالَ، وَلٰكِنَّهٗ لَيْسَ بِحُجَّةٍ فِي بَابِ الْحَدِيثِ، لِكَوْنِهٖ غَيْرَ نَاقِدٍ، وَقَدْ رَأَيْتُ عِدَّةَ نُسَخٍ لِلْفِقْهِ الْأَكْبَرِ فَوَجَدتُّهَا كُلَّهَا مُتَغَايِرَةً، وَهٰكَذَا كِتَابُ الْعَالِمِ وَالْمُتَعَلِّمِ وَالْوَسِيطَيْنِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، كُلُّهَا مَنْسُوبَةٌ إِلَى الْإِمَامِ، لٰكِنَّ الصَّوَابَ أَنَّهَا لَيْسَتْ لِلْإِمَامِ .

''یہ جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کتاب ''الفقہ الاکبر'' ہے، اس کے متعلق محدثین کہتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ کی کتاب نہیں ہے، بلکہ ان کے شاگرد ابومطیع بلخی کی تصنیف ہے، ابومطیع پر حافظ ذہبی نے جرح کی ہے اور کہا ہے : یہ جہمی (جہم بن صفوان کے عقیدہ پر) ہے۔ میں (انور شاہ) کہتا ہوں : ایسا نہیں ہے، بلکہ ابومطیع حدیث میں حجت نہیں ہے، کیونکہ یہ ناقد نہیں تھا۔ میں نے ''فقہ اکبر'' کے کئی نسخے دیکھے ہیں، سب میں اختلاف موجود ہے۔اسی طرح ''کتاب العالم والمتعلم''، ''الوسیط الصغیر'' اور ''الوسیط الکبیر'' بھی امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کتابیں ہیں، درست اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ امام صاحب کی تصانیف نہیں ہیں۔''

(فيض الباري :59/1)

③ <u>كتاب الوصيَّة :</u> یہ کتاب بھی امام ابوحنیفہ کی طرف غلط منسوب کی گئی ہے۔امام صاحب تک اس کتاب کی سند یہ ہے:

أبو طاهر محمّد بن المهديّ الحسينيّ، عن إسحاق بن منصور المسياريّ، عن أحمد بن عليّ السليماني، عن حاتم بن عقيل الجوهريّ، عن أبي عبد اللّٰه محمد بن سماعة التميميّ، عن أبي يوسف، عن الإمام أبي حنيفة . (أصول الدين عن أبي حنيفة للدكتور محمّد الخميس، ص : 139)

اب اس سند کے راویوں کے بارے میں مختصر جائزہ پیش خدمت ہے :

①۔④ محمد بن مہدی حسینی ، اسحاق مسیاری، احمد سلیمانی اور حاتم جوہری، چاروں نامعلوم ومجہول ہیں۔کتبِ رجال میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

⑤ قاضی ابویوسف جمہور محدثین کرام کے نزدیک ''ضعیف'' راوی ہے۔

یہ کتاب اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف خرافات سے بھری پڑی ہے۔

④ <u>رسالة أبي حنيفة إلى عثمان البتّي :</u> یہ رسالہ گمراہ کن عقیدہ ''ارجاء'' پر مشتمل ہے۔اس کی سند امام ابوحنیفہ تک یہ بیان کی گئی ہے :

يحيى بن مطرّف البلخيّ، عن أبي صالح محمّد بن الحسين السمرقنديّ، عن أبي معيد سعدان بن محمّد البستي، عن أبي الحسن عليّ بن أحمد الفارسيّ، عن نصير بن يحيى البلخيّ، عن محمّد بن سماعة التميميّ، عن أبي يوسف، عن أبي حنيفة .

(مقدمة كتاب العالم والمتعلّم للكوثري، ص : 6,5)

اس کے راویوں کا مختصر حال درج ذیل ہے :

①۔④ یحییٰ بن مطرف بلخی، محمد بن حسین سمرقندی ، سعدان بن محمد بستی، علی بن احمد فارسی ، چاروں میں سے کسی کا کسی بھی کتاب میں تذکرہ نہیں ملتا۔یہ مجہول انسان ہیں۔

⑤ نصیر بن یحییٰ بلخی راوی بھی ''مجہول'' ہے۔ اس کے متعلق ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں ہو سکا۔

⑥ قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' راوی ہے۔ خود امام ابوحنیفہ نے ابو یوسف سے فرمایا تھا: لَا تَرْوِ عَنِّي شَيْئًا، فَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي أُخْطِئُ أَنَا أَمْ أُصِيبُ ؟ ''تم مجھ سے کوئی بات روایت نہ کرنا کیونکہ اللہ کی قسم، میں نہیں جانتا کہ غلط بات کہہ رہا ہوتا ہوں یا درست!'' (تاریخ بغداد للخطیب : 424/13، وسندہٗ صحیحٌ)

امام ابوحنیفہ نے قاضی ابو یوسف سے کہا:

وَيْحَكَ يَا يَعْقُوبُ لَا تَكْتُبْ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي فَإِنِّي قَدْ أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ وَأَتْرُكُهُ غَدًا وَأَرَى الرَّأْيَ غَدًا وَأَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ .

''یعقوب! آپ میری ہر بات نہ لکھا کریں، کیونکہ میں آج کوئی رائے قائم کرتا ہوں، کل ترک کر دیتا ہوں، کل ایک رائے قائم کرتا ہوں اور پرسوں اسے بھی ترک کر دیتا ہوں۔''

(تاریخ ابن معین بروایة الدوري : 504/3، الرقم : 2661)

⑤ کتاب الحِیَل: یہ کتاب امام ابوحنیفہ سے ثابت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں باقی نہیں رکھا۔ اس کا اب کوئی وجود نہیں ملتا۔

اس کتاب کے بارے میں امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الحَنَّائِيُّ، قَالَ : أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّافِعِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ : مَنْ نَّظَرَ فِي كِتَابِ الْحِيَلِ لِأَبِي حَنِيفَةَ، أَحَلَّ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، وَحَرَّمَ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ .

''ہمیں محمد بن عبیداللہ حنائی نے بتایا، وہ کہتے ہیں: ہمیں محمد بن عبداللہ شافعی نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہمیں محمد بن اسماعیل سلمی نے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں: ہمیں ابوتوبہ ربیع بن نافع

نے خبر دی، وہ کہتے ہیں: ہمیں امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: جو شخص امام ابوحنیفہ کی کتاب الحیل کا مطالعہ کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کہنے لگے گا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام ٹھہرانے لگے گا۔'' (تاریخ بغداد: 426/13، وسندهٗ صحیحٌ)

اس روایت کی سند کے راویوں کے بارے میں ملاحظہ فرمائیے!

① امام ابوبکر احمد بن علی، المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ ثقہ امام ہیں۔ان کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ یوں رقمطراز ہیں: أَحَدُ الْحُفَّاظِ الْأَعْلَامِ، وَمَنْ خَتَمَ بِهِ اتْقَانُ هٰذَا الشَّأْنِ، وَصَاحِبُ التَّصَانِيفِ الْمُنْتَشِرَةِ فِي الْبُلْدَانِ.

''آپ رحمہ اللہ ان علمائے کرام میں سے تھے جو حافظ الحدیث اور علامہ تھے۔ان پر علم کی پختگی ختم ہوگئی۔آپ کی بہت ساری تصانیف ہیں جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔''

(تاريخ الإسلام: 175/10)

② محمد بن عبیداللہ بن یوسف حنائی کے بارے میں امام خطیب فرماتے ہیں:
كَتَبْنَا عَنْهُ، وَكَانَ ثِقَةً مَّأْمُونًا، زَاهِدًا، مُلَازِمًا لِّبَيْتِهِ.

''ہم نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔ وہ ثقہ مامون، عابد و زاہد تھے اور اپنے گھر میں ہی مقیم رہتے تھے۔'' (تاريخ بغداد: 336/3)

③ امام ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم شافعی کے بارے میں ناقد رجال حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْإِمَامُ، الْمُحَدِّثُ، الْمُتْقِنُ، الْحُجَّةُ، الْفَقِيهُ، مُسْنِدُ الْعِرَاقِ. ''آپ امام، محدث، راسخ فی العلم، حجت، فقیہ اور عراق کے محدث تھے۔'' (سير أعلام النبلاء: 40,39/16)

④ محمد بن اسماعیل سلمی ثقہ حافظ ہیں۔ (تقريب التهذيب لابن حجر: 5738)

⑤ ابوتوبہ ربیع بن نافع ثقہ حجت ہیں۔ (تقريب التهذيب لابن حجر: 1902)

⑥ امام عبد اللہ بن مبارک ثقہ، ثبت، فقیہ، عالم، جواد اور مجاہد ہیں۔

(تقریب التہذیب لابن حجر : 3570)

احناف ان منسوب کتابوں کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے، تو پھر ان کتابوں کے ثابت ہونے کا بھی کیا فائدہ؟